# یومِ ختم نبوت کی غیر معمولی پذیرائی

عبداللطیف خالد چیمہ

تحریک ختم نبوت کو 42 سال قبل 7 ر ستمبر 1974ء کو آئینی طور پر پارلیمنٹ کے فلور پر جو بڑی کامیابی نصیب ہوئی، اس کی یاد میں ''یوم ختم نبوت'' (یوم قرار داد اقلیت) ہم نے مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے دیرینہ پلیٹ فارم سے کوئی 30 سال قبل مٹانا شروع کیا تھا، جس کا آغاز چھوٹی موٹی خبروں، مضامین اور تقریبات سے ہوا تھا، تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے بتدریج اسی کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا اور اس مرتبہ (7 ستمبر 2016ء) یوم ختم نبوت، مجلس احرار اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے علاوہ دیگر مکاتبِ فکر نے نہایت جوش وخروش کے ساتھ منایا اور ایک خاص بات یہ بھی ہوئی پارلیمنٹ ھاؤس کی مسجد کے خطیب وامام مولانا احمد الرحمٰن کی دعوت پر مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے 7 ستمبر کو بعد نماز ظہر پارلیمنٹ ھاؤس اسلام آباد کی مسجد میں ''یوم ختم نبوت'' کے حوالے سے مختصر بیان کیا اور شہدأ جنگ یمامہ سے لے کر شہدأ ختم نبوت کے لیے اجتماعی دعائے مغفرت کرائی اور اس میں پارلیمنٹرین اور پارلیمنٹ ھاؤس کے سٹاف نے بھی شرکت کی۔

این سعادت بزورِ بازو نیست

اسی روز شام کو نیشنل پریس کلب اسلام آباد میں تحریک ختم نبوت کے حوالے سے سینئر صحافی سعود ساحر کی کتاب کی تقریب رونمائی میں جمعیت علماء اسلام کے سربراہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے خطاب کے موقع پر فرمایا: ''کہ اراکین قومی اسمبلی 7 ستمبر کی وجہ سے پارلیمنٹ میں آج کچھ سہمے سہمے سے تھے حالانکہ 7 ستمبر یوم ختم نبوت کا تذکرہ تو پارلیمنٹ ہاؤس میں ہونا چاہیے تھا، بہرحال یوم ختم نبوت نے رولنگ کلاس کے دروازے پر دستک دے دی ہے اے کاش۔

کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

راقم الحروف نے ''عشرۂ ختم نبوت'' اور ''یوم ختم نبوت'' کے سلسلہ میں یکم ستمبر کو مسجد نور ساہیوال، 2 ستمبر کو جامع مسجد کریمیہ کمالیہ، 5 ستمبر کو مسجد ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ چیچہ وطنی، 7 ستمبر (یوم ختم نبوت) کو صبح (6 تا 8 بجے) دار العلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی بعد نماز ظہر اوکاڑہ میں دنیا نیوز کے میڈیا ہال میں، پھر رات کو اپنی جماعت کے مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی، بعد ازاں 8 ستمبر کو بعد نماز ظہر جامعہ رشیدیہ ساہیوال، 9 ستمبر کو نماز جمعۃ المبارک سے قبل ٹوبہ ٹیک سنگھ کی دو مساجد (مرکزی جامع مسجد اور جامع مسجد معاویہ) میں گفتگو کا موقع ملا، مذکورہ اجتماعات میں کی جانے والی گفتگو کا خلاصہ پیش خدمت ہے:۔

''بعد از حمد وصلاۃ..! ختم نبوت کا عقیدہ قرآن کریم اور احادیث نبی الکریم ﷺ سے ثابت ہے اور عقیدہ ہوتا ہی وہ ہے

جس پر اللہ کا کلام اور محمد عربی ﷺ کا کلام شاہد ہو اور جہاں کلام الٰہی اور کلام مصطفویؐ خاموش ہو وہ عقیدہ نہیں ہوتا، ختم نبوت مسلمانوں کا عقیدہ ہے نظریہ نہیں کیونکہ نظریات میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے اور نظریات انسانی ذہن کی خودساختہ تھیوری کو کہتے ہیں وہ صحیح بھی ہوسکتے ہیں اور غلط بھی ہوسکتے ہیں نظریات میں اختلاف کوئی کفر واسلام کا مسئلہ بھی نہیں ہوتا ایک نظریہ میں اپناتا ہوں اور ایک نظریہ آپ اپناتے ہیں ہمارے آئیڈیاز مختلف ہونے کی بناء پر ہمیں ایک دوسرے سے اختلاف ہوسکتا ہے لیکن اس اختلاف کو کفر واسلام کا عنوان نہیں دیا جائے گا پھر مسالک میں تعبیرات کا اختلاف موجود ہے لیکن اصول پر سب کے سب متفق ہیں اور کفر واسلام کا مسئلہ جسے علمائے متکلمین ''اصولی مباحث'' کا نام دیتے ہیں اور عقیدہ ختم نبوت اصولی مسئلہ ہے جس کی تعبیر بھی وہی معتبر ہوگی جو چودہ صدیوں سے چلی آرہی ہے ایسا نہیں ہے کہ اصولی مباحث کی تعبیر وتشریح کوئی شخص اپنی من پسند بیان کرے اور امت مسلمہ اسے مان لے بلکہ عقائد وہی ہیں جنہیں صحابہ کرامؓ نے، اہل بیت رسولؐ نے، فقہاء، محدثین، متکلمین نے شرح وبسط سے بیان کردیا ہے، پھر اگر کسی مسئلہ پر اہل علم کا اتفاق ہوجائے جسے علمی اصطلاح میں ''اجماع'' کہا جاتا ہے یعنی اگر کسی مسئلہ پر اجماع ہوجائے تو امت مسلمہ کے اہل علم کا اجماع بھی ''عقیدہ'' بنتا ہے اور ائمہ دین میں سب سے زیادہ معتبر ''اجماع'' حضرات صحابہ کرامؓ کا ہے اس تمہیدی گفتگو کے بعد یہ جان لیجیے کہ عقیدہ ختم نبوت پر قرآن کریم کی ایک سو آیات شاہد ہیں اور پیغمبر اسلام ﷺ کی دوسو دس احادیث موجود ہیں اور پھر صحابہ کرامؓ کا اجماع بھی ہے اور یہ اجماع یوں نہیں ہوا کہ ایک علمی مجلس سجائی گئی اور اہل علم نے ''اجماع'' کرلیا نہیں میرے دوستو..! ایسا ہرگز نہیں ہوا بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد جہاں منکرین زکوٰۃ کا فتنہ اٹھا وہیں مسیلمہ کذاب نے جھوٹی نبوت کا پرچار زور وشور سے شروع کیا تو سچوں کے امام، خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر جرار اس فتنہ کے سدباب کے لیے روانہ فرمایا جس میں گیارہ سو صحابہؓ نے جام شہادت نوش فرمایا جن میں سات سو حفاظ وقرأ صحابہؓ تھے تو معلوم ہوا کہ اس عقیدہ پر اجماع صحابہؓ نے اپنے خون سے کیا اور شہدأ ختم نبوت میں پہلا نام سیدنا حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کا ہے جن کو مسیلمہ کذاب کے کارندوں نے پکڑ لیا اور کہا کہ کیا تو محمد بن عبداللہ ﷺ پر ایمان رکھتے ہو انہیں نبی ورسول مانتے ہو سیدنا حبیب بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''نعم'' ہاں وہ میرے مولاؐ ہیں میرے آقاؐ ہیں میں ان کا غلام ہوں پھر مسیلمہ کذاب کے کارندوں نے کہا کہ تم مسیلمہ کو بھی نبوت میں محمد ﷺ کا شریک مانو اور کہو مسیلمہ بھی نبی ہے سیدنا حبیب بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہ انہوں نے نفرت کے اظہار کے طور پر کہا کہ: میرے کان تمہاری بات سننے سے عاجز ہیں'' وہ اک دوسرے کا منہ دیکھتے ہیں کہ جب محمد عربی ﷺ کا نام لیا تو فوراً ہاں کہا لیکن جب مسیلمہ کا نام لیتے ہیں تو کہتا ہے میرے کان تمہاری بات سننے سے عاجز ہیں انہوں نے پکڑا اور مسیلمہ کے پاس لے گئے مسیلمہ نے بھی وہی کہا جو اس کے کارندوں نے کہا تھا اور سیدنا حبیب بن زید رضی اللہ عنہ کا جواب بھی وہی رہا جو پہلے دیا تھا انہوں نے ایک بازو کاٹا اور دوسرا بازو کاٹا ایک ٹانگ کاٹی دوسری کاٹی لیکن اس صحابی رسولؐ کی زبان پر ایک ہی جملہ تھا کہ ''میرے کان تمہاری بات سننے سے عاجز ہیں''، جی ہاں شہید ختم نبوتِ اول نے بتادیا کہ عقیدہ کا تحفظ یوں کیا جاتا ہے جان جاتی ہے تو جائے لیکن ایمان بچانا ہے پھر ان کی پیروی میں 1953ء میں جب تحریک ختم نبوت چلی تو تحریک کو کچلنے کے لیے اس وقت کے حاجی، نمازی

حکمرانوں نے لاہور میں مارشل لاء لگوادیا اور رہنماؤں کو پابند سلاسل کردیا گیا اور نہتے فرزندانِ اسلام پر گولیاں چلا دیں گئیں ،جاںنثارانِ ختم نبوت نے نعرہ ختم نبوت بلند کرتے ہوئے جان جانِ آفریں کے سپرد کردی دس ہزار لوگوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ عقیدہ ختم نبوت پر پیش کردیا۔جیل سے رہائی کے بعد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا تھا کہ: ان شہداً کے خون کے نیچے میں نے ایک ٹائم بم فٹ کردیا جو اپنے وقت پر پھٹے گا اور مرزائیت کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرارداد دیا جائے گا میں رہوں یا نہ رہوں، جو زندہ ہوں وہ میری قبر پرآ کر بتادیں'' میں ان خوش نصیبوں میں ہوں جنہوں نے اس فیصلہ کے بعد امیر شریعتؒ کی قبر پر جاکر یہ اطلاع دی کہ آج منکرین ختم نبوت کو پاکستان میں کافر ڈکلیئر کردیا گیا ہے۔

قادیانی صرف دین اسلام کے ہی دشمن نہیں بلکہ ملک پاکستان کے بھی دشمن ہیں اور یہ بات میں کسی تعصب کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ ملک پاکستان کے عظیم صحافی جناب زاہد ملک مرحوم نے اپنی کتاب ''ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور اسلامی بم'' میں لکھی ہے کہ ''ضیاء الحق مرحوم کے دور کے وزیر خارجہ یعقوب علی خان جب امریکہ کے دورے پر گئے امریکی حکام نے پوچھا کہ پاکستان نے اٹیم بم بنالیا ہے،تو میں نے نفی میں سر ہلادیا امریکی عہدے داروں نے پاکستان کے اٹیمی پلانٹ کا نقشہ میرے سامنے لاکر رکھ دیا میں نے گھبراہٹ میں پیچھے مڑ کر دیکھا تو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کھڑا مسکرا رہا تھا''۔اس واقعہ سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ قادیانی ملک پاکستان کے وفادار نہیں اور آج بھی یہ یورپ میں ڈھنڈورا پیٹتے ہیں کہ ہمیں پاکستان میں تحفظ حاصل نہیں حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ کبھی بھی پاکستان میں بلاوجہ قادیانیوں پر تشدد کے واقعات سامنے نہیں آئے بلکہ اگر چند مقامات پر فسادات ہوئے بھی ہیں تو وہاں بھی اول شرارت قادیانیوں نے کی ہے اسی طرح قادیانی لابی اکھنڈ بھارت کا عقیدہ رکھتی ہے، چند سال قبل تک ربوہ کے خاص قبرستان میں مرزا بشیر الدین محمود اور چند دیگر قبروں پر ایک کتبہ پر یہ تحریر درج رہی کہ: ''یہ مردے یہاں امانتاً دفن ہیں ہمیں جب موقع ملے گا ہم انہیں قادیان (انڈیا) لے جائیں گے۔

جنرل ضیاء الحق مرحوم نے 26 اپریل 1984ء کو امتناع قادیانیت ایکٹ منظور کیا تھا جس کی رو سے قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کرسکتے لیکن قادیانیوں نے نہ تو 1974ء کے فیصلہ کو تسلیم کیا اور نہ ہی 1984ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد ہو رہا ہے، قادیانیوں کے ساتھ جھگڑے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی اسلامی و قانونی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے الٹا بین الاقوامی سطح پر ان قوانین کے خلاف لابنگ کررہے ہیں اور پاکستان کو بدنام کیا جارہا ہے، بیرون پاکستان اسلام و مسلمانوں کا ٹائیٹل استعمال کرکے گمراہی پھیلا رہے ہیں جب تک وہ اپنا آئینی و قانونی سٹیٹس تسلیم نہیں کرتے محاذ آرائی کی موجودہ کیفیت میں کمی واقع نہیں ہوسکتی۔

بھٹو مرحوم نے اڈیالہ جیل میں اپنی زندگی کے آخری ایام اسیری کے دوران ڈیوٹی آفیسر ''کرنل رفیع الدین '' سے کہا تھا کہ ''کرنل رفیع..! قادیانی یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان میں ہمیں وہی مرتبہ حاصل ہو جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے'' بھٹو مرحوم نے کس زیرک نظری سے قادیانیوں کی سیاسی چالوں کو سمجھا کاش آج کے حکمران بھی اسی سیاسی سوجھ بوجھ کا مظاہرہ کریں،اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنی آئینی اور ریاستی ذمہ داریوں کو بدرجہ اولیٰ نبھانے والے بن